۷۸۶
خدا کی ہستی
از
خواجہ غلام الحسنین پانی پتی
قیمت فی جلد ۴ر

این تالیف مختصر و این رسالهٔ صغیر الحجم
که صوناً در نظر ارباب توحید و اصحاب دیانات
از جهت اشتمالش بر اثبات وجود
حضرت احدیت شئ بزرگ است
از کمترین دعاگویان
بحضور محترم یک امیر الامراء والا جاه
عالی مقدار
(دام اقباله)
تقدیم میشود - امید از فضل الهی آنکه

از دفتر ناظم حرم قبول بارگاہ ابا حضرت نبوی

خادم علم ودین

خاکسار غلام حسنین پانی پتی

نزیل حیدرآباد دکن

۶ ماہ شوال سنہ ۱۳۴۳ ہجری

مطابق

۳۰ اپریل سنہ ۱۹۲۵ عیسوی

۷۸۶
خدا کی ہستی
از
خواجہ غلام الحسنین پانی پتی
قیمت فی جلد ۴ر

شکریہ

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ

جناب سیٹھ احمد حاجی صدیق کھتری صاحب (سکریٹری مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی) نے رسالہ ہذا کی طبع و اشاعت میں جو اعانت فرمائی اس کی وجہ سے میں ان کا تہِ دل سے شکر گذار ہوں۔ یہ غائبانہ اعانت جس کا محرک دردِ دین ہے (کیونکہ مؤلف کو صاحب موصوف سے کسی نوع کا تعارف نہیں تھا) خاص طور پر قابلِ وقعت ہے۔

فجزاہُ اللّٰہُ خیرَ الجزاء

اگر ملک کے باہمت مسلمان اس قسم کے کاموں میں دلچسپی لیتے رہیں تو ہمارے بچوں کی دینی تعلیم اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ پختہ بنیاد پر قائم ہو سکتا ہے*

(مؤلف)

فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ

دینی تعلیم کا نیا سلسلہ

نمبر (۱)

خدا کی ہستی

یعنی وجود خداوند عالم کے پندرہ قرآنی عقلی دلائل
جو نہایت سلیس عبارت اور شستہ زبان میں دلچسپ
انداز اور نئے ڈھنگ سے ترتیب دئے گئے ہیں

مرتبہ

خادم علم و دین خواجہ غلام الحسنین
پانی پتی نجفی

چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے

خلافت پریس واقع جیکب سرکل بمبئی ۱۱

تعداد (۵۰۰)
بار اول

فہرست مضامین

دیباچہ ۱۹۶۲

۶۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۔ مسلمانانِ ہند کے مذہبی تنزل کا بدیہی ثبوت ہے کہ انکی آبادی کا بہت بڑا حصہ ناخواندہ اور دینیات سے ناآشنا ہے جن میں بہت ایسے ہیں جو کلمہ تک نہیں پڑھ سکتے۔ خواندہ مسلمان اپنی اولاد کو معمولی نوشت و خواند سے زیادہ پڑھانا نہیں چاہتے۔ ان کو دینیات کا شوق نہیں ہے۔ بہت کیا تو قرآن پڑھا دیا۔ نماز سکھا دی ✣

۲۔ جو مسلمان تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں وہ اپنے بچوں کو سرکاری مدارس میں بھیجتے ہیں جہاں دینی تعلیم نہیں دیجاتی اور نہ دیجا سکتی ہے۔ قومی مدارس جو سرکاری نصاب کے پابند ہیں ان میں دینی تعلیم غالباً برائے نام ہوتی ہے عربی مدارس جو آج تک سلسلہ نظامیہ کے پابند ہیں وہاں صرف مقدمات

(صرف و نحو و منطق و فلسفۂ قدیمہ) کی تعلیم میں اسقدر مدت صرف ہو جاتی ہے کہ دینی تعلیم کیلئے کافی وقت نہیں ملتا اور کوہ کندن وکاہ برآوردن والی مثل صادق آتی ہے۔ قرآن، حدیث، تفسیر، اخلاق اور تاریخ اسلام وغیرہ کا درس ان مدارس میں نہیں دیا جاتا۔ اِلّا ماشاء اللہ

۳۔ اول تو مادیت کا طوفان ملک کو تباہ کر رہا ہے اور دہریت کی ہوائے دنیا بھر میں آگ لگا رکھی ہے۔ اس پر ہماری دینی غفلت اس حد کو پہنچ گئی کہ لاکھوں مسلمان کلمۂ پاک نہ پڑھ سکیں اور ہم کو بھول کر بھی کا خیال نہ آئے! والدین اولاد کی دینی تعلیم کا فرض ادا نہیں کرتے۔ اور اہل حل و عقد بھی اس عقدہ کو حل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اس غفلت کے نتائج آنکھوں کے سامنے موجود ہیں لاکھوں مسلمان اسلام سے دستبردار ہو چکے۔ کروڑوں نام کے مسلمان ہیں علما کے خاندان سے بھی علم رخصت ہو رہا ہے۔ دینی مذاق بہت کم ہو گیا۔ تبلیغ تبشیر کے نقصان بڑھ گئے۔ معاشرت میں خرابیاں آ گئیں تعلیمیں تباہ ہو گئیں اور اگلی نسل پچھلی نسل سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔

۴۔ یہ خرابیاں اُسوقت دور ہوسکتی ہیں جبکہ دینیات کی تعلیم سہل ہی نہیں بلکہ
عملی تعلیم عام کردیجائے جس سے خواندہ ناخواندہ سب فائدہ اٹھاسکیں اسکی دو ہی
صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہزاروں لائق واعظ ملک کے گوشہ گوشہ میں بھیجے
جائیں۔ جو دین و دنیا کا صحیح مفہوم بتائیں صوم و صلوٰۃ وغیرہ کے ساتھ ہی
حسن خلق اور حسن معاشرت پر زور دیں۔ بری عادتوں اور بری رسموں کی اصلاح کریں
نام کے مسلمانوں کو کام کا مسلمان بنائیں اور اپنے اخلاقی اثر سے دائرہ تبلیغ کو
وسعت دیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اسلامی مسائل (اصول و فروع۔ عقائد و
اخلاق عبادات و معاملات۔ تمدن و معاشرت تاریخ اسلام وغیرہ) کے
متعلق چھوٹے چھوٹے رسالے نہایت سلیس عام فہم زبان میں لاکھوں کی تعداد
میں شائع کئے جائیں اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کراکر تمام ملک میں پھیلا دئے
جائیں۔ یہی رسالے ابتدائی جماعتوں کے دینی نصاب میں داخل کئے جائیں تا
والدین چھوٹے چھوٹے بچوں کو کہانی کے طور پر سنائیں۔ خواندہ لوگ ناخواندہ

کو سکھائیں۔ واعظین مبلغین۔ ذاکرین مقررین اور لکچرار ان ہی مضامین کو

بار بار دُہرایئں اور وہ یہاں تک عام ہو جائیں کہ گلی گلی ان کا ذکر ہو گھر گھر چرچا ہو۔ اور بچہ بچہ کی زبان پر ہوں ❖

۵۔ اِس کام میں پوری کامیابی کے لئے ضرور ہے کہ علما۔ عقلا۔ امرا مِل جل کر تن من دھن سے کوشش کریں۔ مگر اس امید پر کہ کب وہ مبارک دن آئے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اور عراق سے تریاق کے لائے جانے کا انتظار کرنا قوم کی حیات کو خطرہ میں ڈالنا ہے ❖

۶۔ یہ خیالات بہت مدت سے دماغ میں جاگزیں تھے مگر پچھلے سال بزمانۂ قیامِ عراق انہوں نے ایک حد تک عملی صورت اختیار کی چنانچہ کربلائے معلیٰ میں یہ رسالہ لکھنا شروع کیا جو نجف اشرف میں تمام ہوا دیکھنے میں یہ چند صفحے ہیں مگر پینتیس سال کے تعلیمی تجربے اور عمر بھر کے دینی مطالعہ کا نتیجہ اور بہت غور و فکر سے لکھے گئے ہیں ❖

۷۔ یہ مضامین بعض اخبارات و رسائل میں نقل ہو کر عام طور پر پسند کئے جا چکے ہیں۔ لہذا اب نظر ثانی اور ترمیم و اضافہ کے بعد کتابی

صورت میں اشاعت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مگر چونکہ انسانی کاموں میں اصلاح یا ترمیم یا ترقی کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے اسلئے اگر معزز ناظرین اپنی قابل قدر رائے سے مطلع فرمائینگے تو میں نہایت ممنون ہونگا اور رسالۂ ہذا کی طبع ثانی یا آیندہ رسائل کی ترتیب کے وقت (اگر ایسا موقع ملا) اس سے فائدہ اٹھاؤنگا۔

۸۔ میں نے ایک ایسے کام میں ہاتھ ڈالا ہے جو میری موجودہ طاقت سے بہت بالا ہے اگر قوم نے توجہ کی تو کیا عجب ہے کہ پروردگار عالم کی توفیق سے اس سلسلہ کے دیگر رسائل بھی چھپکر شائع ہو جائیں

وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيبُ

۲۹ رجمادی الثانیہ سنہ ۱۳۴۱ھ
مطابق ۱۶ فروری سنہ ۱۹۲۳ء
(روز جمعہ)

خادم علم و دین
خاکسار غلام الحسنین پانی پتی مخفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؏

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

خدا کی ہستی

دلائلِ وجودِ خداوندِ عالم

پہلی دلیل

بُڑھیا کا چرخہ

وَکُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ [1]

۱۔ ایک بُڑھیا بیٹھی چرخہ کات رہی تھی

---

[1] اور تمام ستارے (چاند سورج وغیرہ) اپنے اپنے مدار (گھیرے) میں تیرتے ہیں یعنی گردش کرتے ہیں (یٰسین ۳۶ : ۴۰)

ٹھیک کام لے رہا ہے۔ اُسی قوی اور قادر کو خدا کہتے ہیں +

سوال کیا۔ پُوچھا	قوت۔ طاقت۔ زور
گردش۔ چکر	قدرت۔ طاقت۔
گردش میں ہیں۔ چکر میں ہیں یا گھومتے ہیں	قوی۔ قوت والا۔ طاقت والا
خود بخود۔ آپ سے آپ	قادر۔ قدرت والا۔ طاقت والا

دوسری دلیل

قدم کا نشان

اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1]

ا۔ عرب کے جنگلی آدمی جن کو بدو کہتے ہیں۔

[1] کیا خدا کے وجود میں شک ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ (ابراہیم ۱۴ : ۱۱)

خیموں میں رہتے ہیں ۔ یہ لوگ اکثر جاہل
ہوتے ہیں ۔ اِن کو خدا کی ہستی سمجھانے
کے لئے حضرت علی مرتضیٰؑ نے ایک عمدہ
اور آسان دلیل بتائی تھی جو اِس جگہ
بیان کی جاتی ہے ۔

۲۔ ایک بدو نے حضرت علیؑ سے سوال کیا
کہ "خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے؟ ہم کس
طرح سمجھیں کہ خدا ہے"؟ فرمایا "جنگل میں
اُونٹ کی مینگنیاں پڑی ہوئی دیکھ کر سمجھ
لیتے ہو کہ یہاں سے اُونٹ گیا ہے ۔ اور
زمین پر انسان کے قدم کا نشان دیکھ کر

پہچان لیتے ہو کہ کوئی آدمی گزرا ہے" +
۳۔ "دیکھو۔ مینگنی سے اونٹ کے وجود کا
اور قدم کے نشان سے اِنسان کے وجود کا
پتہ چلتا ہے تو کیا زمین۔ آسمان وغیرہ
کے عجائبات کو دیکھ کر خدا کے وجود کا پتہ
نہیں ملتا؟ کیوں نہیں۔ ضرور ملتا ہے۔ اور
یقین ہو جاتا ہے کہ کوئی علم اور قدرت
والا موجود ہے۔ جس نے سب چیزوں
کو بڑی حکمت سے بنایا ہے۔ اور وہی
خدا ہے" +

قدم۔ پاؤں	جنگلی۔ جنگل میں رہنے والا

بدو - جنگل میں رہنے والے عرب	**وغیرہ** - اور اسکے سوا دوسری چیزیں
جاہل - ان پڑھ	**عجائبات** - عجیب چیزیں
ہستی - ہونا - وجود	**یقین** - کسی بات کا دل میں بیٹھ جانا کہ کوئی شک نہ رہے
دلیل - ایسی بات جس سے دوسری بات سمجھ میں آجائے	**علم** - جاننا
وجود - ہستی - ہونا	**حکمت** - دانائی - عقل -

تیسری دلیل
کشتی کا سفر

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ [۱]

۱ - ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق ؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ خدا کے

[۱] بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بیقرار ہو کر اسے پکارے تو دعا قبول کرتا اور مصیبت کو دور کرتا ہے (نمل - ۲۷ - ۶۲)

وجود کی ایسی دلیل بیان فرمائیے جس سے دل کو تسلی ہو۔ میں لوگوں کی اُلٹی پلٹی بحثوں سے بہت پریشان ہو گیا ہوں"۔

۲۔ حضرتؑ نے اُس سے پُوچھا۔ "تم کبھی کشتی پر سوار ہوئے ہو"۔ اُس نے کہا۔ "ہاں جناب سوار ہوا ہوں"۔ پھر آپؑ نے سوال کیا۔ "کبھی تمھاری کشتی ایسے مقام پر ٹوٹی ہے۔ جہاں دوسری کشتی موجود نہ ہو۔ جس پر سوار ہو کر کنارے پہنچ سکو۔ اور تیر کر بھی اپنی جان نہ بچا سکو"۔ اُس نے عرض کی"ہاں جناب ایسا اتفاق ہوا ہے"۔

۳۔ امامؑ نے دوبارہ سوال کیا "بھلا اُس وقت تمھارے دِل میں یہ خیال آیا ہے کہ اب بھی کوئی بچا سکتا ہے" اُس نے کہا۔ "بے شک ایسا خیال آیا ہے"

۴۔ حضرت نے فرمایا۔ "دیکھو ایسی مُصیبت کے وقت میں جس کی طرف دِل خود بخود جُھکتا ہے۔ وہی خدا ہے جو ایسی حالت میں بچا سکتا ہے جبکہ کوئی بچانے والا نہ ہو اور ایسے وقت میں فریاد سُن سکتا ہے جبکہ کوئی فریاد سُننے والا نہ ہو" +

سفر۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔

تسلّی ۔ آرام ۔ چین	خیال ۔ دھیان
بحث ۔ گفتگو	بے شک ۔ بے شبہ ۔ ضرور
مقام ۔ جگہ	مُصیبت ۔ تکلیف

چوتھی دلیل

باغ کی سیر

وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّ
نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا
عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ[1]

۱۔ باغ کی سیر کو جاتے ہیں تو عجب بہار

[1] اور زمین میں بہت سے قطعات پاس پاس ہوتے ہیں اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت۔ جن میں بعض کی دو شاخیں ہوتی ہیں اور بعض کی دو شاخیں نہیں ہوتی (ایک ہی شاخ ہوتی ہے) سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں پھر بھی ہم پھلوں میں بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں بے شک جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں قدرتِ خدا کے نشانات موجود ہیں (رعد ۱۳ ع ۴)

نظر آتی ہے۔ ایک طرف آم۔ انار۔ انجیر
امرود۔ آڑو۔ آلوچہ۔ جامن۔ سیب۔
ناشپاتی۔ لیمو۔ کیلے۔ رنگترے وغیرہ
قسم قسم کے پھل دار درخت دیکھنے میں
آتے ہیں۔ تو دوسری طرف گلاب۔
چنبیلی۔ چمپا۔ بیلا۔ رابیل۔ جوئی۔
سیوتی وغیرہ کی جھاڑیاں نظر آتی ہیں
جن کے پھولوں کی مہک سے دماغ معطّر
اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

۲۔ باغ کی زمین میں طرح طرح کی
ترکاریاں بھی لگائی جاتی ہیں۔ جیسے

آلو۔ اروی۔ گاجر۔ مولی شلغم۔ چقندر۔
گوبھی۔ بھنڈی۔ تُرئی۔ کدو۔ وغیرہ
آس پاس کے کھیتوں میں قسم قسم
کے غلّے بوئے جاتے ہیں۔ جیسے گیہوں۔
جَو۔ چنا۔ مکئی۔ جوار۔ باجرا۔ مونگ۔
ماش۔ مسُور۔ مٹر۔ لوبیا۔ دھان وغیرہ
۳۔ دیکھو وہی زمین ہے۔ جس سے سب
پھل پھُول۔ میوے۔ ترکاریاں۔ غلّے
پیدا ہوتے ہیں۔ وہی پانی اور وہی ہوا
ہے جس سے سب پرورش پاتے ہیں
وہی سُورج ہے جس کی گرمی سے سب

پُختہ ہوتے ہیں۔ پھر بھی ہر ایک کی رنگت جُدا۔ بُو جدا۔ مزہ جُدا۔ صورت جُدا۔ خاصیت جدا۔ اِسی مٹی۔ اِسی پانی۔ اِسی ہوا۔ اور اسی سُورج کے اثر سے اِس قدر چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن کی کوئی حد اور شمار نہیں ❊

۴۔ اس کے سوا آم کی گٹھلی سے آم پیدا ہوتا ہے۔ اور انار کی گٹھلی سے انار۔ گُلاب کی جھاڑی سے گُلاب کا پھُول۔ اور موتیا کی جھاڑی سے موتیا کا پھُول۔ اور گیہوں کے دانہ سے گیہوں

اور جو کے دانہ سے جو اور اِس کے خلاف
نہیں ہوتا +

۵ - یہاں اِنسان کی عقل کچھ کام نہیں
دیتی - یہی کہنا پڑتا ہے کہ ایسا اچھا
انتظام کسی بہت بڑے حکیم کا ہے - جو
سب کا حاکم ہے - وہی ہمارا خدا اور
تمام عالَم کا خالق اور مالک ہے +

نظر - نگاہ -
نظر آتی ہے - دکھائی دیتی ہے
مہک - خوشبو
مُعطّر - عطر میں بسا ہوا - خوشبودار
باغ باغ - بہت خوش

پرورش پاتے ہیں - پلتے ہیں
غلّہ - اناج
خاصیت - خاص بات - اثر
عقل - سمجھ بوجھ
حکیم - حکمت والا

حاکم۔ حکومت کرنے والا	مالک۔ جس کے قبضہ میں کوئی چیز ہو۔ آقا
عالم۔ دُنیا۔ جہاں	
خالق۔ پیدا کرنے والا	

پانچویں دلیل
شہد کی مکھی

يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[1]

ا۔ شہد کی مکھیوں کے کام نہایت عجیب اور

[1] شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے جسکے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ بے شک غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں قدرتِ خدا کا ایک نشان ہے۔ (نحل ۱۶ ا ۷۰)

دلچسپ ہیں۔ کیسی حکمت اور صنعت سے
چھتّہ بناتی ہیں۔ شہد جمع کرتی ہیں بچّوں
کو پالتی ہیں۔ مل جُل کر کام کرتی ہیں۔
اپنی ملکہ کا حکم مانتی ہیں۔ اور اُس کی
حفاظت کرتی ہیں۔ اگر تمام باتیں لکھی
جائیں تو ایک کتاب بن جائے۔ مگر اِس
وقت تم کو ایک ہی بات بتاتے ہیں ؀
۲۔ مکھّی طرح طرح کے پھُولوں کا عرق
چُوستی ہے۔ اِسی عرق سے شہد بنتا ہے۔
جو نہایت شیریں اور لذیذ ہوتا ہے۔
غذا کی غذا ہے اور دوا کی دوا۔ اِسی

عرق کا ایک حصّہ زہر بن کر مکھی کے جسم
کے اندر رہتا ہے اور جب وہ کسی کو کاٹتی
ہے تو ڈنک کے ذریعہ اپنا زہر اُس کے
جسم کے اندر پہنچا دیتی ہے +

۳۔ اب دیکھو۔ غذا ایک ہے ۔ یعنی
پھُولوں کا عرق۔ مگر اِس سے دو الگ
الگ چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ مکھی بچاری
میں یہ طاقت نہیں کہ اپنی غذا میں ایسا
اثر پیدا کر دے جس سے شہد بھی بن جائے
اور زہر بھی۔ کسی انسان میں بھی یہ
قدرت نہیں۔ یہ کام اُسی قادر اور حکیم

کا ہے جس نے کمھی کو بنایا ہے اور وہی ہمارا خدا ہے +

عجیب - نرالا - انوکھا	عرق - رس
دلچسپ - جو دل کو اچھا لگے	شیریں - میٹھا
صنعت - کاریگری	لذیذ - مزہ دار
ملکہ - رانی	جسم - بدن
حفاظت - دیکھ بھال	انسان - آدمی

چھٹی دلیل

چھوٹی چیونٹی

رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی[1]

۱- چیونٹی ایک ننھی سی جان ہے مگر

---

[1] ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص صورت اور بناوٹ عطا کی پھر اس کو اپنا کام کرنے کی ہدایت کی (طٰہٰ ۲۰: ۵۰)

اس کو دیکھ کر بڑے بڑے عالموں کی عقل حیران ہے۔ سر۔ گردن۔ جبڑے۔ آنکھ ناک۔ کان۔ پیٹ۔ پیٹھ۔ معدہ وغیرہ اعضا جو بڑے بڑے حیوانوں میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب اس کے ننھّے سے بدن میں بھی موجود ہیں۔ بعض اعضا تو ایسے چھوٹے ہیں کہ جب تک خُردبین لگا کر نہ دیکھیں نظر ہی نہیں آتے۔

۲۔ اِس کی ٹانگیں کیسی خوبصورت۔ باریک اور مضبوط ہیں۔ جن سے زمین پر بے تکان چلتی ہے۔ پھُرتی سے درخت

دیوار وغیرہ پر چڑھتی ہے۔ خوراک کی
تلاش میں کہاں کہاں دَوڑتی پھرتی ہے
اِس کی ناک کیسی تیز ہے کہ کھانے پینے
کی چیزوں کو دُور سے سونگھ لیتی ہے۔
اور پتہ لگا کر وہیں پہنچ جاتی ہے۔ جو
چیزیں جمع کرنے کے لائق ہیں اور بگڑنے
والی نہیں جیسے۔ گیہوں۔ جَو۔ دھان
وغیرہ۔ اُن کو بِل میں جمع کر دیتی ہے*
۳۔ مضبوط ایسی کہ اپنے سے چوگُنا بچگُنا
بوجھ کھینچ لے جاتی ہے۔ اور اُس کو مُنہ میں
لیکر اُوپر نیچے چڑھتی اُترتی ہے۔ محنتی

ایسی کہ صبح سے شام تک کام میں لگی
رہتی ہے۔ ہمّت والی ایسی کہ کام سے کبھی
نہیں اُکتاتی۔ عقلمند ایسی کہ گرمی بھر ذخیرہ
جمع کرتی اور جاڑے میں آرام سے بیٹھ کر
کھاتی ہے ٭

۴۔ یہ ننھی سی جان خوب جانتی ہے
کہ گیلی زمین میں خاص کر برسات میں
غلّہ اُگ آتا ہے۔ اِسی لئے اُس کو
جمع کرتے وقت ایک ایک دانہ کے
دو دو ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اگر چیونٹیاں
ایسا نہ کریں تو خوراک ضائع ہو جائے

اور سب بھُو کی مر جائیں۔ وہ یہ بھی سمجھتی
ہیں کہ جس غلّہ میں بُو آنے لگتی ہے۔
اُس کے کھانے سے بیماری پیدا ہوتی
ہے اِس لئے کبھی کبھی غلّہ کو دُھوپ دے
دیتی ہیں۔ تاکہ زمین کی نمی سے بدبُو
پیدا ہو کر غلّہ خراب نہ ہو جائے ؎
۵۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ چیونٹی کا
بدن اور اُس کے تمام جوڑ بند مٹی سے
خود بخود بن گئے؟ یہ ہمّت۔ یہ حوصلہ
یہ چُستی۔ یہ پھُرتی۔ یہ عقل۔ یہ سمجھ۔
یہ محنت کی عادت۔ یہ کام کی دُھن

آپ سے آپ پیدا ہو گئی؟ ہرگز نہیں حقیقت میں چیونٹی کا خالق. بڑا عالم۔ بڑا قادر۔ اور بڑا حکیم ہے۔ اُس کا علم اُس کی قدرت اور اُس کی حکمت ایک چیونٹی کے اندر بھی صاف نظر آتی ہے۔ اور وہی ہمارا خدا ہے +

عالم ۔ علم والا ۔ جاننے والا
عُضو ۔ جوڑ ۔ بدن کا حصّہ
اَعضا ۔ بدن کے حصّے
خُردبیں ۔ ایک شیشہ جس کو آنکھ پر لگانے سے چھوٹی چیز بہت بڑی نظر آتی ہے

مضبوط ۔ طاقت والا
طاقت والی
پُھرتی ۔ جلدی ۔ تیزی
تلاش ۔ ڈھونڈھنا
جمع کرنا ۔ اکٹھا کرنا
ہمت ۔ ارادہ

عقلمند۔ عقل و الا۔ عقل والی	چستی۔ مضبوطی
ذخیرہ۔ سامان۔ خوراک	دھن۔ پکا خیال
نمی۔ سیل۔ گیلا پن	حقیقت۔ سچ
جوڑ بند۔ اعضا۔ بدن کے حصے	حقیقت میں۔ سچ مچ
حوصلہ۔ دلیری	

ساتویں دلیل

خوراک کا عمل

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ[1]

۱۔ خوراک جو ہم روزمرہ کھاتے ہیں

[1] انسان کو چاہیے کہ اپنی خوراک کی طرف نظر کرے (عبس ۸۰ : ۲۴)

حلق سے نیچے اُترنے کے بعد کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ پیٹ کے اندر پہنچ کر کہاں گئی اور اُس نے کیا کام کیا؟ آج کچھ خوراک کا عمل تم کو بتاتے ہیں ✤

۲۔ ہمارے بدن کے بہت سے حصّے ہیں۔ جیسے بال۔ کھال۔ ہڈی گوشت۔ ناخون۔ دانت۔ دِل۔ دماغ۔ جگر۔ معدہ۔ گُردے۔ رگ پٹھّے۔ پھیپھڑے۔ اوجھڑی۔ انتڑیاں وغیرہ جو اپنی جگہ پر بڑی حکمت

کے ساتھ رکھے گئے ہیں ۔ یہ سب اعضا اپنا کام باقاعدہ پورا کرتے ہیں +

۳۔ تمام اعضا خوراک سے بنتے ہیں ۔ ہر عُضو کو اُس کا حِصّہ ملتا ہے ۔ بال میں بال کا ۔ کھال میں کھال کا ۔ ہڈّی میں ہڈّی کا ۔ گوشت میں گوشت کا ۔ ناخون میں ناخون کا حِصّہ پہنچ جاتا ہے ۔ یہی حالت دِل ۔ دماغ ۔ جگر ۔ معدہ ۔ گُردوں ۔ رگ ۔ پٹھوں

پھیپھڑوں۔ اوجھڑی اور انتڑیوں کی ہے۔ یہ چیزیں بھی اُسی خوراک سے بنتی ہیں +

۴۔ بدن کے اندر بے شمار نالیاں لگی ہوئی ہیں۔ خوراک کے ذرّے خون بن کر اِن نالیوں میں سے گذرتے ہیں۔ اور سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخون تک بدن کے ریشہ ریشہ میں پہنچ کر اُس کو قوّت دیتے ہیں۔ بیکار مادّہ۔ پسینہ۔ پیشاب اور

بلغم وغیرہ بن کر نکل جاتا ہے +
۵- کیسا عجیب انتظام ہے! ہمارے جسم کی مشین کیسی اچھی ہے۔ تمام دُنیا کے عقلمند مِل کر بھی ایسی مشین نہیں بنا سکتے۔ بنانا تو الگ رہا وہ تو آج تک اُس کے کسی پرُزہ کے عمل کو پوری طرح سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اُس کا بنانے والا وہی ہے جس نے دُنیا کو بنایا ہے۔ اور وہی ہمارا خالق اور ہمارا پروردگار ہے

عمل ۔ کام	بلغم ۔ گاڑھا مادّہ جو حلق یا ناک سے نکلتا ہے
روزمرّہ ۔ ہر روز	اُنتظام ۔ بندوبست
ذرّہ ۔ ریزہ	پُرزہ ۔ مشین کا حصّہ
بیکار ۔ نکما	پروردگار ۔ پالنے والا
مادّہ ۔ چیز	

آٹھویں دلیل

جانداروں کی خوراک

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا[1]

۱۔ دُنیا میں لاکھوں قسم کے جاندار ہیں ۔ جن میں سے چند قسموں کے

[1] اور زمین میں چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں اُن سب کی روزی خدا کے ذمہ ہے (ہود ۱۱ : ۸)

نام بیان کئے جاتے ہیں۔ اوّل[1]
کیڑے مکوڑے جیسے چیونٹی۔ مچھر
مکّھی وغیرہ۔ دوسرے[2] پرندے
یعنی اُڑنے والے جانور۔ جیسے
پدّی۔ چڑیا۔ طوطا۔ مینا۔ فاختہ
کبوتر۔ چیل۔ کوّا وغیرہ۔ تیسرے[3]
چرندے۔ یعنی گھاس وغیرہ کھانے
والے حیوان۔ جیسے بھیڑ۔ بکری۔
بیل۔ گدھا۔ ہاتھی۔ گھوڑا وغیرہ
چوتھے[4] درندے۔ یعنی گوشت کھانے
والے حیوان۔ جیسے۔ شیر۔ چیتا۔

تیندوا ۔ بھیڑیا ۔ کُتا ۔ بلّی ۔ وغیرہ
پانچویں سمندر کے جانور جیسے۔ مچھلیاں
گھونگے وغیرہ ۔ چھوٹے ننھے کیڑے
جو پانی ۔ ہوا وغیرہ میں ہر جگہ نہایت
کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں ۔ اور
خُرد بین کے بغیر نظر نہیں آ سکتے
ساتویں انسان جو دُنیا کے ہر ایک
حصّہ میں آباد ہیں ۔

۲ ۔ ظاہر ہے کہ یہ لشکر خوراک کے
بغیر زندہ نہیں رہ سکتا ۔ اِنسان
اور حیوان سب کو اُن کی روزی ملتی

ہے۔چیونٹی کو چیونٹی کی اور ہاتھی
کو ہاتھی کی۔اب ذرا اپنے دِل
میں غور کرو۔کون اِتنے بڑے لشکر
کو پالتا ہے؟ کون خوراک کا اِتنا
بڑا سامان ہر وقت موجود رکھتا ہے
کون لاکھوں طرح کے غلّے۔ ترکاریاں
پھل۔ پھول۔ ساگ پات پیدا کرتا
ہے؟ جن کو کھا کر یہ سب زندہ رہتے
ہیں ✣

۳۔ اِس سوال کے جواب میں
ہر ایک عقلمند بے اختیار بول اُٹھے گا

کہ اِس لشکر کو پالنے والا - اور
روزی دینے والا وہی مہربان ہے
جو اُن سب کا خالق بھی ہے - ہم
اُسی رحمان اور رحیم کو خدا کہتے
ہیں -

چند - کئی - کچھ
پرندہ - اُڑنے والا
چرندہ - چرنے والا
درندہ - پھاڑنے والا
کثرت - زیادتی - بہتات

روزی - خوراک - رزق
ذرا - کسی قدر - تھوڑا سا
سامان - چیز - ذخیرہ
بے اختیار - آپ سے آپ
رحمان - بہت رحم کرنے والا
رحیم - مہربان

نویں دلیل

جانوروں کے اعضا

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى [1]

۱۔ بعض جانور خشکی میں رہتے ہیں اور بعض تری میں خشکی کے جانوروں میں سے بعض گھاس کھاتے ہیں۔

---

[1] اے پیغمبر اپنے پروردگار اعلیٰ کے نام کی تسبیح کرو جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور درست بنایا۔ اور جس نے اس کا اندازہ مقرر کیا اور پھر اس کو اسی راہ پر لگا دیا (الاعلیٰ ۸۷: ۱-۳)

جیسے گائے۔ بھینس وغیرہ۔ اور بعض
گوشت پر گزارہ کرتے ہیں۔ جیسے
شیر۔ بھیڑیا وغیرہ +
۲۔ بعض تری کے جانور ہمیشہ
پانی میں رہتے ہیں۔ اور خشکی
میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ جیسے
مچھلیاں وغیرہ۔ بعض خشکی اور تری
دونوں مین زندگی بسر کرسکتے ہیں
جیسے مینڈک۔ کچھوا۔ وغیرہ +
۳۔ پرندے ہوا میں اڑتے اور اکثر
خشکی مین رہتے ہین۔ جیسے چڑیا

کوّا۔ تیتر۔ کبوتر۔ طوطا۔ مینا وغیرہ
بعض پانی میں بھی تیرتے ہیں۔ جیسے
بطخ۔ مرغابی۔ قاز وغیرہ۔ اور
بعض کنارہ کے پاس پانی میں چلتے
پھرتے ہیں۔ جیسے بگلا وغیرہ
۴۔ گھاس کھانے والے جانوروں
کے دانت اس قسم کے ہوتے ہیں۔
جن سے گھاس کو اچھی طرح کتر سکتے
ہیں۔ اُن کا معدہ بھی گھاس کو
بخوبی ہضم کرسکتا ہے۔ شکاری جانورو
کے دانت اور پنجے شکار کو پکڑنے

اور نوچنے کے لئے مناسب ہوتے
ہیں۔ مچھلیوں کے سانس لینے کے لئے
گلپھڑے ہوتے ہیں۔ جن سے پانی
کے اندر سانس لے سکتی ہیں ۞

۵۔ پرندوں کی ہڈیاں ہلکی ہوتی
ہیں۔ جن میں گودے کی جگہ ہوا بھری
ہوئی ہوتی ہے۔ ہڈیوں پر گوشت
بھی کم ہوتا ہے فقط سینہ کی ہڈی
پر زیادہ ہوتا ہے۔ تاکہ اُڑنے
میں دقّت نہ ہو اور خوب زور لگ
سکے۔ شکاری پرندوں کی چونچیں اور

پنجے بھی تیز اور شکار کے لائق
ہوتے ہیں +
۶ - تیرنے والے پرندوں کا بدن
کشتی نما اور اُن کے نیچے جھلّی
سے منڈھے ہوئے ہوتے ہیں -
اور چپّو کا کام دیتے ہیں - پانی
میں چلنے پھرنے والے پرندوں
کی ٹانگیں اور چونچیں لمبی لمبی
ہوتی ہیں تاکہ وہ پانی میں چل
پھر کر اپنی خوراک تلاش کر سکیں +
۷ - غرض جیسی جس جانور کو ضرورت

تھی۔ ویسے ہی اعضا اُس کو ملے۔
اور اُن سے کام لینے کی عقل بھی
دی گئی۔ کیا یہ عجیب انتظام جس
کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔
خود بخود ہو رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔
یہ کسی بڑے عالم اور حکیم کا کام
ہے۔ وہی ہمارا خدا ہے۔ وہی تمام
جہاں کا خالق اور پروردگار
ہے ✣

بعض۔ کچھ حصّہ۔ کچھ
خشکی۔ زمین

تری۔ پانی (دریا سمندر وغیرہ)
اکثر۔ زیادہ حصّہ۔ بہت سے

مناسب - ٹھیک - کام کے لائق	دِقّت - مشکل
نکلیٹرے - وہ سوراخ جن سے مچھلی سانس لیتی ہے	کشتی نما - کشتی کی صورت کا
فقط - صرف - ہی	چپُّو - لکڑی کا ایک اوزار جس سے ملّاح کشتی چلاتا اور پانی کو ہٹاتا ہے۔
سینہ - چھاتی	دنگ - حیران

دسویں دلیل
نیکی اور بدی کی پہچان

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا[۱]

۱- انسان کا بچّہ جب پیدا ہوتا ہے

[۱] پھر نفس کی بدی اور پرہیزگاری دونوں باتیں خدا نے اس کو الہام کے ذریعہ سے سمجھا دیں (الشمس ۹۱: ۸)

تو اُس میں اور حیوان کے بچّہ میں
کچھ ایسا فرق نہیں ہوتا۔ دو ہاتھ
دو پاؤں۔ دو کان۔ دو آنکھیں
ایک سر۔ ایک ناک۔ ایک دل
ایک زبان۔ یہ سب چیزیں آدمی
کے بچّہ میں پائی جاتی ہیں۔ اور
جانور کے بچّہ میں بھی۔ اِسی طرح
کھانا پینا۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا
سونا جاگنا۔ اور اپنی زندگی کی
تمام ضرورتوں کو پُورا کرنا۔ اِنسان
اور حیوان دونوں میں یکساں ہے۞

۲- آدمی کے بچہ کی عقل آہستہ آہستہ بڑھتی ہے - اور وہ اِس بات کو سمجھنے لگتا ہے کہ سچ[1] بولنا اچھا ہے اور جھوٹ[2] بولنا بُرا - ایمانداری[3] اچھی ہے اور چوری[4] بُری - حیا[5] اچھی ہے اور بےحیائی[6] بُری - کسی کو آرام[7] دینا اچھا ہے اور دُکھ[8] دینا بُرا - مگر حیوان میں یہ بات کہاں؟ اگر تمام دُنیا کے اِنسان کسی حیوان کو یہ باتیں سمجھانا چاہیں - تو اِن میں سے

ایک بات بھی اُس کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ عمل کرنا تو الگ رہا ؛

۳۔ یہ نیکی بدی کی پہچان جو انسان میں ہے اور حیوان میں نہیں۔ آخر اِس کا سبب کیا ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ اِنسان نے اِس سمجھ کو خود پیدا نہیں کیا۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اُس کی مٹی میں یہ تاثیر ہے کیونکہ اِسی مٹی سے اِنسان کا جسم بنتا ہے اور اِسی سے حیوان کا ؛

۴۔ اِس سے معلوم ہوا کہ انسان

اور حیوان کے بنانے والے نے دونوں میں یہ فرق رکھا ہے۔ اور ہم اُسی قادر اور حکیم کو خدا کہتے ہیں ✦

نیکی - بھلائی	بے حیائی - بے شرمی بے غیرتی
بدی - بُرائی	عمل کرنا - کام کرنا جیسا بتایا جائے ویسا کرنا
یکساں - ایک سا	تاثیر - اثر
حیا - شرم - غیرت	

گیارھویں دلیل

ہمارے ارادے

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ۙ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ۙ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ؕ[1]

ا۔ ہم بہتیرے کام اپنے ارادہ سے کرتے ہیں۔ جیسے کھانا پینا۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ پڑھنا لکھنا۔

---

[1] اور وہ خدا بڑا بخشنے والا محبت کرنے والا ہے۔ عرش کا مالک بڑا عالیشان ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے (بروج ۸۵: ۱۴۔۱۶)

وغیرہ۔ مگر بہت سے کام ایسے بھی ہیں جو ہمارے ارادہ کے خلاف ہوتے ہیں۔ ۱ہم چاہتے ہیں بہت مالدار ہو جائیں اور کوشش کرتے ہیں۔ مگر نہیں ہوتے۔ ۲ہم چاہتے ہیں شہر کے حاکم ہو جائیں۔ مگر کوئی تدبیر نہیں چلتی۔ ۳ہم چاہتے ہیں۔ تجارت میں بہت سا فائدہ اُٹھائیں مگر فائدہ کی جگہ نقصان ہوتا ہے۔

۲۔ غرض دُنیا میں بہت سے کام ہماری طبیعت کے خلاف ہوتے

ہیں - چاہتے ہیں کچھ اور ہوتا ہے کچھ - ہم تو ہم بڑے بڑے امیروں نوابوں - راجاؤں اور بادشاہوں کے ارادے بھی پورے نہیں ہوتے +

۴ - اِس سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسا قوی اور قادر موجود ہے جو اِنسان کے ارادوں کو توڑ دیتا ہے اور اُسی کو خدا کہتے ہیں - یہی دلیل ایک موقع پر حضرت علی مرتضیٰ رض نے بیان کی تھی اور

فرمایا تھا کہ "میں نے اپنے رب کو ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا"۔

بہتیرے۔ بہت سے	ہم تو ہم۔ ہمارا تو کیا ذکر ہے؟ ہم تو کسی گنتی ہی میں نہیں
تجارت۔ سوداگری	رب۔ پالنے والا پروردگار۔
فائدہ۔ نفع۔ بادھا	
نقصان۔ کمی۔ گھاٹا	
طبیعت۔ دل کی خواہش	

بارھویں دلیل

پرندہ کا انڈا

صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ ط
اِنَّہٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝[1]

۱۔ ایک شخص نے جو خدا کو نہیں مانتا تھا حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر خدا کے

---

[1] یہ خدا کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا بے شک جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے باخبر ہے۔ (نمل ۲۷، ۹۰)

وجود کی دلیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ "اچھا بیٹھو"

۲۔ اتنے میں ایک چھوٹا بچہ وہاں آ نکلا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک انڈا تھا۔ جس سے وہ کھیل رہا تھا۔ حضرتؑ نے اُس سے کہا۔ "یہ انڈا مجھے دو"۔ اُس نے دیدیا۔ آپؑ نے انڈا ہاتھ میں لیا۔ اور سائل کی طرف متوجہ ہو کر ایک معقول تقریر شروع کی

۳۔ حضرتؑ نے فرمایا "دیکھو

انڈا کیا ہے۔ ایک بند قلعہ ہے جس کے اندر کی حالت نظر نہیں آتی۔ اُوپر سخت چھلکا ہے۔ اور چھلکے کے نیچے نرم جھلّی۔ جھلّی کے نیچے سفیدی ہے۔ جیسے پگھلی ہوئی چاندی۔ اور زردی جیسے پگھلا ہوا سونا۔ نہ تو سفیدی زردی کے ساتھ ملتی ہے۔ اور نہ زردی سفیدی کے ساتھ۔ دونوں الگ الگ رہتی ہیں۔ کوئی انڈے کے اندر سے باہر نہیں آیا اور نہ باہر سے

اندر گیا جو یہ خبر دے کہ انڈا اچھا
ہے یا بگڑ گیا۔ اور تم نہیں جانتے
کہ اس سے نر پیدا ہوگا یا مادہ۔
مور بھی جس کے بدن پر رنگ رنگ
کے خوبصورت پر ہوتے ہیں انڈے
ہی سے پیدا ہوتا ہے" +
۴۔ اِس گفتگو کے بعد آپؑ نے
سائل سے فرمایا۔ "تم کیا سمجھتے ہو۔
انڈے کا بنانے والا علم اور
قُدرت والا ہے۔ یا نہیں"؟ یہ سُن
کر وہ شخص دیر تک سر جھکائے

بیٹھا رہا۔ پھر سر اُٹھا کر کلمہ پڑھا۔ اور اپنے عقیدہ سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا۔

۵۔ اب ذرا اپنے دِل میں سوچو اور سمجھو۔ دُنیا کا کوئی عقلمند ایسا انڈا نہیں بنا سکتا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ انڈے کا بنانے والا بڑا عالم بڑا حکیم۔ اور بڑا قادر ہے۔ اور ہم اُس کے علم۔ اُس کی حکمت۔ اور اُس کی قدرت کو نہیں سمجھ سکتے۔ وہی ہمارا خدا اور تمام عالم

کا خالق ہے ❖

سائل - سوال کرنے والا پوچھنے والا	**گفتگو** - تقریر - بات چیت
معقول - عقل کے موافق عمدہ	**عقیدہ** - وہ خیال جو دل میں بیٹھا ہوا ہو
تقریر - گفتگو - بات چیت	**توبہ** - گناہ پر افسوس کرنا اور خدا سے معافی مانگنا

تیرھویں دلیل

پرندہ کا پر

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ[1]

ا- پرندہ اپنے بازوؤں کے بل پر ہوا میں اُڑتا ہے۔ ہر ایک بازو

[1] کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے نہیں دیکھا جو کبھی پروں کو پھیلاتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں خدائے رحمٰن ہی ان کو ہوا میں تھامے رہتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کا نگراں ہے (ملک ۶۷ : ۱۹)

میں کئی کئی پر ہوتے ہیں۔ اِن
پروں کی عجیب بناوٹ کو دیکھ کر
بڑے بڑے عالموں کی عقل حیران
ہے ÷

۳۔ پر کے بیچ میں ایک ہلکی سی
ڈنڈی ہوتی ہے جس کے اُوپر کا
سِرا سلائی کی طرح صاف چِکنا اور
موٹا ہوتا ہے۔ نیچے کا سِرا جو کھُردرا
باریک اور گاؤدُم ہوتا ہے۔ اُس
کے دونوں طرف نرم نرم۔ پتلے پتلے
ریشے ایسی ترکیب سے لگے ہوئے

ہوتے ہیں کہ اُوپر سے نیچے کی طرف کیسے ہی زور سے ہاتھ پھیریں۔ پر کی صورت نہیں بگڑ سکتی۔ اور اُس کے ریشے جیسے ہیں ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں اگر نیچے سے اُوپر کی طرف ہاتھ پھیریں تو اُس کی صورت بگڑ جاتی اور ریشے جُدا جُدا ہو جاتے ہیں *

۳۔ پر کا چکنا اور موٹا سرا سینہ کی ہڈی میں لگا رہتا ہے۔ پرواز کے وقت پرندہ اپنے بازو ڈل

کو ہلاتا ہے۔ اور کبھی پھیلا دیتا ہے
اُس وقت ہوا میں ایک چادر سی
تن جاتی ہے۔ یہ بازو چپّو کا کام
دیتے ہیں۔ یعنی کشتی چلانے میں
جو کام چپّوُ سے لیا جاتا ہے۔ پرندہ
پرواز کے وقت وہی کام اپنے
بازوؤں سے لیتا ہے ٭
۴۔ کیسی ہی تیز آندھی آئے۔ کیسا
ہی سخت جھکڑ چلے مگر کیا مجال کہ پرندہ
کا پر بگڑ جائے۔ اور اُس کے ریشے
جُدا جُدا ہو جائیں۔ ہاں اگر پر اُلٹا

لگا ہوا ہوتا۔ موٹا سرا پیچھے اور
باریک سرا آگے۔ تو ہوا کے ذرا سے صدمہ
سے اُس کی صورت بگڑ جاتی اور
ریشے الگ ہو جاتے اُس
وقت پرندہ اُڑ نہ سکتا بلکہ فوراً
گر پڑتا +

۵۔ اِس بیان سے ثابت ہوا کہ
پرندہ کا بنانے والا پہلے سے
جانتا تھا کہ پرندہ کو ہوا میں اُڑنا
ہو گا۔ اور اِسی لئے اُس نے بڑی
حکمت سے پرندہ کے پروں کو۔

بنایا اور اُس کو اُن سے کام لینا
بھی سکھایا۔ ہم اُسی حکیم کو جس کی
حکمت کا کمال ایک پر کے اندر بھی
صاف نظر آتا ہے خدا کہتے ہیں ؛

بَل ۔ طاقت ۔ قوت ۔ زور
گاؤدُم ۔ اُوپر سے موٹا اور
نیچے سے پتلا جیسے گائے
بیل کی دُم ہوتی ہے
پرواز ۔ اُڑنا ۔
جھکڑ ۔ تیز ہوا

کیا مجال ۔ کیا طاقت یعنی
ایسا نہیں ہو سکتا
صدمہ ۔ دھکا ۔ ٹکر
فوراً ۔ اسی وقت
کمال ۔ خوبی

چودھویں دلیل

آوازوں اور رنگتوں کا فرق

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝ [1]

۱۔ دنیا میں کروڑوں آدمی بستے ہیں۔ مگر ایک کی صورت دوسرے سے نہیں ملتی۔ ہر ایک کا نقشہ جُدا

---

[1] اور اُس کی قدرت کے نشانات میں آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمھاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف بھی ہے۔ (روم ۳۰: ۲۱)

خال و خط جُدا ۔ رنگت جُدا۔ کسی کی آنکھیں بڑی ہیں کسی کی چھوٹی ۔ کسی کا ہونٹ موٹا ہے ۔ کسی کا پتلا ۔ کوئی لمبا ہے کوئی بوَنا ۔ کوئی گورا ہے ۔ کوئی کالا ۔ کوئی سانولا ۔ کسی کا چہرہ سرخ سفید ہے تو کسی کا زردی مائل غرض جتنے آدمی اُتنی ہی صورتیں اور اُتنی ہی رنگتیں ؎

۲۔ جس طرح صورتیں اور رنگتیں جدا جدا ہیں اسی طرح آوازیں بھی الگ الگ ہیں ۔ ماں بیٹی کی آوازمیں فرق

ہے ۔ باپ بیٹے کے لہجہ میں اختلاف ہے ۔ بھائی کی گفتگو کا رنگ کچھ اور ہے ۔ بہن کی گفتگو کا ڈھنگ کچھ اور ۔

۳ ۔ اب غور کرو کہ اگر سب کی صورتیں ۔ رنگتیں اور آوازیں یکساں ہوتیں تو دنیا میں کیسی کیسی خرابیاں پیدا ہوتیں ۔ نیک اور بد کی پہچان نہ ہوتی ۔ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھ لیتے ۔ دوست اور دشمن کی تمیز نہ رہتی ۔ دوست کو دشمن اور دشمن کو

دوست سمجھ لیتے۔ اَولاد والدین کو اور والدین اَولاد کو نہ پہچان سکتے۔ ایک شخص دھوکا دیکر دوسرے کے مال کا وارِث بن جاتا اور اصلی وارث مُنہ دیکھتا رہ جاتا۔ قاتل خون کر کے بھاگ جاتا اور اُس کا ہمشکل۔ ہمرنگ اور ہم آواز گرفتار ہو کر پھانسی پاجاتا۔ اِس قِسم کی ہزاروں مُصیبتیں پیش آتیں +

۴۔ اِس سے معلوم ہوا کہ دُنیا کے بنانے والے نے بڑی حکمت سے

یہ فرق رکھا ہے۔ ورنہ زندگی وبال
اور دُنیا بہت جلد فنا ہو جاتی۔ جس
قادر اور حکیم نے یہ عجیب انتظام کیا
ہے۔ اُسی کو خدا کہتے ہیں +

نقشہ۔ صورت۔ شکل
خال و خط۔ تل اور لکیر۔ یعنی چہرہ کے نشان
مائل۔ جھکنے والا
زردی مائل۔ زردی کی طرف جھکنے والا۔ زردی لئے ہوئے
لہجہ۔ گفتگو کا طریقہ
اختلاف۔ فرق

رنگ، ڈھنگ } طریقہ
نیک۔ اچھا۔ بھلا
بد۔ بُرا
تمیز۔ پہچان
وارِث۔ حقدار
قاتل۔ قتل کرنے والا
ہمشکل۔ ایک سی صورت والا
ہمرنگ۔ ایک سی رنگت والا

ہم آواز۔ ایک سی آواز والا	فنا۔ بربادی
گرفتار۔ جو پکڑا جائے	فنا ہو جاتی۔ برباد ہو جاتی
وبال۔ آفت مصیبت	مٹ جاتی

پندرھویں دلیل

طبیعت کی گواہی

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ[1]

۱۱۔ یوں تو ہر چیز خدا کے وجود کی

[1] یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی پیدا کی ہوئی شے میں ردّ و بدل نہیں ہوسکتا (رُوم ۳۰:۲۹)

دلیل ہے۔ تنکے سے لیکر پہاڑ تک۔
اور ذرّہ سے لیکر آفتاب تک سب
کچھ اُس کے وجود۔ اُس کی صنعت
اُس کی حکمت۔ اور اُس کی قُدرت
کی دلیل ہے (جیسا کہ چرخے۔ کشتی
باغ۔ مکھی۔ چیونٹی۔ پرندے اور
انڈے وغیرہ کے بیان سے ثابت
ہوچکا ہے) مگر اِن سب دلیلوں کو
چھوڑ کر ہم کہتے ہیں کہ خود ہماری
طبیعت خدا کے وجود کی گواہی دیتی
ہے۔ اور خدا کا خیال ہمارے دِل میں

کچھ ایسا سمایا ہے جیسا کپڑے میں
رنگ۔ یہ رنگ کبھی پھیکا پڑ جاتا
ہے۔ مگر بالکل دُور نہیں ہوتا۔ اِسی
طرح خدا کا خیال کمزور تو ہوجاتا ہے
مگر دِل سے نہیں نکلتا۔
۲۔ دُنیا میں جتنی قومیں ہوئیں یا
اب موجود ہیں سب نے اِس بات کو
مانا ہے کہ دُنیا کا بنانے والا ضرور
ہے۔ وحشی آدمی جن کو نہ کھانے کی
تمیز ہے۔ نہ پینے کا سلیقہ۔ نہ تن بدن
ڈھکنے کا خیال۔ وہ بھی اتنا سمجھتے ہیں

کہ کوئی ہمارا خالق ہے *

۳۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ خُدا نہیں ہے۔ مگر اُن کو بھی یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ دنیا میں ایک ایسی قُوّت ہے۔ جس سے یہ تمام کارخانہ چل رہا ہے۔ مگر یہ اُن کی سمجھ کا پھیر ہے کہ خداوندِ حکیم کو قُوّت بتاتے ہیں *

۴۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مُنکر زبان ہی سے انکار کرتے ہیں۔ دِل اُن کا بھی خُدا کو مانتا ہے۔ خدا نہ کہا

قُوّت کہدیا۔ دیکھ لو سخت مصیبت
کے وقت میں۔ بڑے بڑے مُنکروں
کا دِل بھی خدا کی طرف خود بخود جُھکتا
ہے فِرعَون جَیسا مغرور بادشاہ جو
اپنے آپ کو خُدا کہلواتا تھا۔ جب
دریائے نِیل میں غرق ہونے لگا ہے
اُس وقت اُسے بھی خدا یاد آیا +
۵۔ سچ یہ ہے کہ انسان کی فِطرت
یعنی طبیعت خدا کے وجود کی سب سے
بڑی دلیل اور تمام دلیلوں کی جڑ ہے
اِس کا مطلب یہ ہے کہ خدا ہی نے

اپنا خیال ہمارے دِل میں ڈال دیا ہے۔ اگر پہلے سے خدا کی ہستی کا خیال ہمارے دِل میں نہ ہوتا۔ تو کُل دلیلیں بیکار تھیں اور کسی دلیل سے بھی اُس کی ہستی ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی تھی +

آفتاب۔ سورج
بالکل۔ پوری طرح پورا پورا
وحشی۔ جنگلی جو جانوروں کی طرح جنگل میں رہتے ہیں
سلیقہ۔ لیاقت

نادان۔ بےعلم۔ بےسمجھ
مُنکر۔ انکار کرنے والا
اِنکار۔ کسی بات کو نہ ماننا
فِطرت۔ طبیعت۔ وہ خواہش جو آپسے آپ دل مین پیدا ہو
کُل۔ سب

ضروری ہدایات

(والدین اور معلموں کے لئے)

(۱) اُردو کا قاعدہ ختم کرنے کے بعد یہ کتاب شروع کرائیں۔

(۲) سبق پڑھانے سے پہلے اُس کا مطلب کہانی کے طور پر سنائیں اور ساتھ ساتھ سوال کرتے جائیں۔

(۳) نئے اور مشکل لفظوں کو ہجے کرا کر بچوں ہی سے نکلوائیں جہاں تک ممکن ہو خود نہ بتائیں اور ان کے معنی بھی ساتھ ساتھ یاد کرائیں۔

(۴) سوالات کے ذریعہ سے سبق کا مطلب ذہن نشیں کرائیں

(۵) سبق کو اتنا دہرائیں کہ حفظ ہو جائے۔

(۶) جب سبق یاد ہو جائے تو بچے باری باری اس کو زبانی سنائیں۔

(۷) جو سبق بچے یاد ہوں ان کو جلسوں اور مجلسوں میں

سنائیں اس طرح ۔ جیسے کوئی تقریر کرتا ہے ۔

(۸) غالباً ایک سبق کو اچھی طرح یاد کرنے کے لئے ایک ہفتہ اور اس کتاب کو ختم کرنے کے لئے چار مہینے کافی ہوں گے اس کے بعد اور دو مہینے تک اس کو دہرانا چاہئے یہ ایک ششماہی ہوئی ۔

(۹) پہلی ششماہی میں بچوں کو قاعدہ کے آسان جملوں کا لکھنا تو آہی جائے گا ۔ اب دوسری ششماہی میں ان سبقوں کو بار بار نقل بھی کرانا چاہئے تاکہ خط اور املا درست ہو جائیں اور سبق بھی اچھی طرح دل میں بیٹھ جائیں ۔

(۱۰) ہر روز آموختہ پڑھنا یعنی پڑھے ہوئے سبقوں کا دُہرانا سب سے زیادہ ضروری ہے

(مؤلف)